وراثتی مسائل میں تفسیر معارف القرآن اور صراط الجنان کا تقابلی مطالعہ

Comperative Study of Matters of Heritance between Marif al Quran and Sirat al Jinan

Nimra Naeem
Mphil Scholar Islamic Studies Department, Lahore Garrison University, Lahore.nimranaem@gmail.com
Fatima Khalil
M Phil Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore:fatimakhalil78@gmail.com

Abstract

Heritance is an important part of Islamic teachings that has a vitol role in the economic life of the society. Some of the matters have been selected from both of the exegesis Marif ak Quranand Sirat al Jianan. Comperative method of research has been adopted to conduct the research. It can be concluded that Mufti Muhammad Shafi has discussed these matters in detail with references of other sources whereas Mufti Qasim has discussed them in brief and to the point. He has alson given the hadiths to strengthen his point of view. The matters related o the warathat have been discussed and anlysed in this article to compare the style andmethod of the two mofassirine.

Keywords: Sirat al Jinan, Marif al Quran, Mufti Qasim,

اللہ تعالیٰ نے وراثت میں مردوں کی طرح خواتین کا حصہ بھی مقرر کیا ہے لیکن خواتین کو ان کے حصے سے محروم رکھا جاتا ہے ان کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا بلکہ ان کی شادی کے موقع پر جہیز کے نام پر چند چیزیں دے دی

جاتی ہیں۔اور اگر عورت اپنے بھائیوں سے حصے کا مطالبہ کرے تو ان سے بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ اللہ نے قرآن مجید میں مرد اور عورت کی وراثت کے حصے متعین کیے ہیں۔

علم میراث کا مفہوم

وہ علم جس سے میت کے ترکے میں ہر وارث کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔اسے فرائض اور علم فرائض بھی کہتے ہیں۔ مسائل میراث جاننے والے کو فارض، فریض، فرضی اور فراض بھی کہتے ہیں۔ علم میراث کا موضوع وارثین کے درمیان ترکے کی تقسیم ہے۔اور ترکہ میت میں ہر وارث کے حق کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

اسلام کے نظام میراث کو نظام نفقات کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا عموماً اسلام نے جس پر جتنی مالی ذمہ داری ڈالی ہے اس کے لیے اسی تناسب سے حصہ میراث طے کیا ہے، حصہ میراث میں جس قدر جلد بازی، مطالبہ کی سختی اور شریعت کی دہائی دی جاتی ہے ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ اپنے مورث کے اخراجات میں حصہ لینے کی دلچسپی ہونی چاہیے۔

ویل للمطففین: کی تفسیر میں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "**فی کل شیء وفاء و تطفیف**" لینے اور دینے کا ہاتھ کم از کم برابر ہو"۔ تقسیم میراث سے صلہ رحمی، دلجوئی، رشتہ داری باقی رہتی ہے، دولت کا ارتکاز نہیں ہوتا ذاتی محبت و عداوت، نفسانیت و جذباتیت سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ خالق فطرت کے بتلائے ہوئے قانون کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔

اسلام کے نظام میراث میں گمشدہ کو نہیں چھوڑا گیا، حمل کو لاوارث نہیں بنایا گیا، یتیم کے لیے وصیت کا دروازہ کھلا، خواتین کو جائیداد سے محروم نہیں کیا گیا۔[1]

عورت کی وراثت

قرآن پاک میں مرد اور عورت کی وراثت کے حصے باقاعدہ متعین کر دیئے گئے ہیں جس کے مطابق ایک اصولی تعلیم یہ ہے کہ ترکہ میں مرد کا حصہ عورتوں کے برابر ہے۔کچھ لوگ وراثت کے اس کلیہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں مرد و عورت کے درمیان امتیاز کیا گیا ہے۔اور مرد کو عورت سے دوگنا دے کر عورت کی پوزیشن کو عملاً کمزور رکھا گیا ہے۔

1 مفتی ابو بکر جابر قاسمی، تقسیم جائیداد کے اسلامی اصول، (حیدر آباد، دار الدعوۃ والارشاد، ۲۰۱۸)، ۱۶۲

اسلام کے قانون وراثت کی حکمت و مصلحت سے ناواقفیت کی بناپر یہ ایک بے بنیاد اعتراض ہے۔ اگر اسلام کے خاندانی نظام پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ اعتراض بالکل ختم ہو کر رہ جاتا ہے لہذا اس قانون و وراثت کی حکمت و مصلحت کو سمجھنا ضروری ہے۔[2]

اسلام سے قبل عرب کے معاشرہ میں عورت وراثت سے مکمل طور پر محروم تھی۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا۔ تورات اور انجیل میں عورتوں کا حصہ مقرر تو بے شک کیا گیا تھا مگر تقسیم کی تکلیف کو رفع کرنے کے لیے ساتھ ہی اپنے خاندان میں شادی کی سفارشیں کر کے عملاً اس حصے کو تقریباً ختم کر دیا گیا تھا۔

آج تک دوسرے مذاہب اور معاشروں نے عورت کو میراث سے اس طرح سے حصہ نہیں دلایا جس طرح اسلام نے اسے چودہ سو سال پہلے دے رکھا ہے۔

اور رہی بات مرد کو عورت سے دوگنا حصہ وراثت میں دیا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے خاندانی نظام میں سارا معاشی بوجھ مرد ہی کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے خاندان کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے اس کو پورے خاندان پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جب کہ عورت کو کل ورثہ کا ایک تہائی حصہ صرف اپنی ذات کے لئے ملتا ہے باقی دو تہائی مرد کو دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس سے اپنی بیوی اور اپنے بچوں کی ضروریات پوری کر سکے۔ اور عورت کی صورت حال یہ ہے کہ وہ باپ، بھائی، شوہر، بیٹا ہر ایک سے وراثت حاصل کرتی ہے مگر اس کا اپنا خرچ بھی اپنے ذمہ نہیں ہے۔ اس کو جو وراثت میں حصہ ملتا ہے وہ اس کے پاس محفوظ رہتا ہے جبکہ مرد کا اپنی بیوی، والدین سب پر خرچ ہوتا ہے، اور عورت کا حصہ اسکی ہی ملکیت ہوتا ہے، وہ اس کو جیسے چاہے تصرف کرے۔ اپنے گھر میں یا گھر سے باہر جہاں بھی خرچ کرے یا کاروبار میں لگائے اس کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے پھر وہ مرد سے نفقہ بھی وصول کرتی ہے مہر اور دیگر تحفے تحائف بھی۔

اسلامی قانون وراثت کا یہی اصول ہے کہ لکل حسب حاجۃ ''ہر آدمی کو اس کی ضروریات کے مطابق دیا جائے'' اور اس کی ضروریات کا پیمانہ اس کی وہ معاشرتی ذمہ داریاں ہیں جن کا بوجھ اسے اٹھانا پڑتا ہے۔ وہ بیوی بچوں کی ضروریات پوری کر کے ان پر کوئی احسان نہیں رکھتا، بلکہ اپنے اوپر عائد اخلاقی ذمہ داریاں ادا کرتا ہے۔ اسلام میں عورت کے نان و نفقہ کا حق اتنا مضبوط و مستحکم ہے کہ اگر کوئی مرد بیوی کو نان نفقہ دینے سے انکار کر دے یا اپنی آمدنی کے لحاظ

---

[2] پروفیسر ثریا بتول علوی، جدید تحریک نسواں اور اسلام، (لاہور، قاسم گرافکس، ۱۹۹۸ء)، ۷۷ ۴

سے اس کو کم ادا کرے تو عورت عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ دائر کر کے اس سے اخراجات وصول کر سکتی ہے، دوسری صورت میں اس سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے۔[3]

آج کل عورت کا حق وراثت بعض مسلم معاشروں میں بری طرح پامال ہو رہا ہے خصوصاً بر صغیر پاک و ہند میں۔ مختلف بہانوں سے عورت کو شرعی حق میراث سے محروم رکھتے ہیں صرف چند خوفِ خدا رکھنے والے دین دار لوگوں کے علاوہ مسلمانوں کی اکثریت بہنوں کو وراثت کے حق سے محروم رکھ کر بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔[4]

میراث کا قرآنی حکم تفسیر ''صراط الجنان'' کی روشنی میں

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا۔[5]

ترجمہ کنز الایمان: ''مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا''۔

ترجمہ کنز العرفان: ''مردوں کے لیے اس (مال) میں سے (وراثت کا) حصہ جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے'' اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے، مال وراثت تھوڑا ہو یا زیادہ۔ (اللہ نے یہ) مقرر حصہ بنایا ہے''۔

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ: ''اور عورتوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے، یعنی جس طرح مرد کا وراثت میں حصہ ہے اسی طرح عورت بھی جائیداد میں حصے دار ہے جائیداد میں بیٹے کو پورا حصہ دینا اور بیٹی کو نہ دینا ظلم ہے''۔

اسلام سے پہلے جہالت کا یہ عالم تھا کہ عورتوں کو وراثت کے حصے سے محروم رکھا جاتا تھا قرآن کریم میں اس رسم کو باطل قرار دیا کیونکہ رب کائنات کے نزدیک مرد و عورت دونوں وراثت کے حقدار ہیں، اسلام میں عورتوں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس آیت سے لگایا جا سکتا ہے۔[6]

---

[3] علوی، جدید تحریک نسواں اور اسلام، ۴۷۹- ۴۸۰

[4] ایضاً، ۴۸۲

[5] القرآن، النساء، ۴ : ۷

[6] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲ : ۱۶۸

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُوْلُواْ الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُواْ لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوفاً ۔[7]

ترجمہ کنزالایمان: ''پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو''۔

ترجمہ کنزالعرفان: ''اور جب تقسیم کرتے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس مال میں سے انہیں بھی کچھ دیدو اور ان سے اچھی بات کہو''۔

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُوْلُواْ الْقُرْبَى: ''یعنی اگر ارد گرد کوئی غریب رشتے دار موجود ہوں تو ان سے اچھا برتاؤ کرو، درحقیقت جائیداد کے حقدار صرف وارث ہیں لیکن ان کو ویسے ہی کچھ حصہ مال میں سے دے دو اور کہو کہ یہ تمہیں ویسے ہی کچھ حصہ مال میں سے دیا جارہا ہے بس ہمارے حق میں دعا کردو''۔[8]

وراثت تقسیم کرنے سے پہلے غیر وارثوں کو دینا

اس آیت میں غیر وارثوں کو وراثت کے مال میں سے کچھ دینے کا کو حکم دیا گیا ہے، یہ دینا مستحب ہے۔امام محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبیدہ سلمانیؒ نے میراث تقسیم کی تو اسی آیت پر عمل کرتے ہوئے ایک بکری ذبح کرواکر کھانا پکوایا پھر یتیموں میں تقسیم کر دیا اور کہا اگر یہ آیت نہ ہوتی تو میں سب خرچہ اپنے مال سے کرتا۔

تفسیر قرطبیؒ میں یوں ہے کہ ''یہ عمل عبیدہ سلمانی اور امام محمد بن سیرینؒ نے کیا''۔

درمنشور میں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ نے جب اپنے والد کی میراث تقسیم کی تو اسی مال سے ایک بکری ذبح کرواکر کھانا پکوایا، جب یہ بات حضرت عائشہؓ کی بارگاہ میں عرض کی گئی تو انہوں نے فرمایا: عبدالرحمٰن نے قرآن پر عمل کیا۔[9]

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُواْ مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافاً خَافُواْ عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّهَ وَلْيَقُولُواْ قَوْلاً سَدِيداً ۔[10] ترجمہ کنزالایمان: ''اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتوان اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں''۔

---

[7] القرآن، النساء ۴ : ۸

[8] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲ : ۱۶۸

[9] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲ : ۱۶۹

ترجمہ کنزالعرفان: ''اور وہ لوگ ڈریں جو اگر اپنے پیچھے کمزور اولاد، چھوڑتے تو ان کے بارے میں کیسے اندیشوں کا شکار ہوتے۔تو انہیں چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور درست بات کہیں''۔

(وَلۡیَخۡشَ: اور چاہیے کہ ڈریں) یتیموں کے سرپرستوں کو فرمایا جارہا ہے کہ یتیموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں، یتیموں کے ساتھ بالکل ویسا ہی سلوک رکھیں جیسا آپ چاہتے ہیں کہ اگر آپ کے بچے یتیم ہوتے تو ان کے ساتھ رکھا جاتا، ان کی اچھے انداز سے کفالت کریں جب وہ اس قابل ہو جائیں کہ اپنے مال کی حفاظت کر سکیں تو ان کا مال ان کے سپرد کردیں، یتیم کا مال کھاتے ہوئے اللہ سے ڈریں [11]

حدیث مبارک میں بھی فرمایا گیا''کہ تم میں کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کیلیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیئے پسند کرتا ہے''۔[12]

إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَاراً وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْراً۔[13]

ترجمہ کنزالایمان: ''وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑکتے (آتش کدے) میں جائیں گے''۔

ترجمہ کنزالعرفان: ''بیشک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے''۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْماً: بیشک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں،

اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانا یا اس کے سپرد نہ کرنا آگ کھانے کہ برابر ہے، آگ کھانے سے مراد ناجائز طریقے سے کھایا ہوا مال جہنم کی آگ کے عذاب کا سبب ہے۔[14]

یتیموں کا مال ناحق کھانے کی وعیدیں

---

10 القرآن، النساء ۴ : ۹

11 عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲ : ۱۸۰

12 محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب ایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ، ۱ : ۱۳

13 القرآن، النساء ، ۴ : ۱۰

14 عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲ : ۱۷۰ - ۱۷۱

احادیث مبارکہ میں بھی یتیموں کا مال ناحق کھانے پر کثیر وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک قوم اپنی قبروں سے اٹھائی جائے گی کہ ان کے مونہوں سے آگ نکل رہی ہو گی۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے ؟ارشاد فرمایا:''کیاتم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہیں دیکھا؛

''ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا و یسعلون سعیرا''۔[15]

''بیشک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے''۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''میں نے معراج کی رات ایسی قوم دیکھی جن کے ہونٹ اونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایسے لوگ مقرر تھے جو ان کے ہونٹوں کو پکڑتے پھر ان کے مونہوں میں آگ کے پتھر ڈالتے جوانکے پیچھے سے نکل جاتے۔میں نے پوچھا:اے جبرائیلؑ، یہ کون لوگ ہیں؟عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے''۔[16]

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار شخص ایسے ہیں جنہیں جنت میں داخل نہ کرنا اور اس کی نعمتیں نہ چکھانا اللہ تعالیٰ پر حق ہے (۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا (۴) والدین کا نافرمان)۔[17]

یتیم کا مال کھانے سے کیا مراد ہے؟

قرآن کریم میں یتیم کا مال کھانے والوں کے لیے فرمایا گیا ہے ''کہ ناحق کسی یتیم کا مال کھانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، یتیم کے مال کھانے کی کئی صورتیں ہیں جیساکہ میت کی فاتحہ وغیرہ میں کھانے کا انتظام یتیم کے مال سے کیا جاتا ہے جو کہ حرام ہے کیونکہ اس مال کا صرف یتیم حقدار ہے،اس پیسے سے کھانے صرف ضرورت مند لوگوں کے لیے بنائے جائیں چونکہ یتیم کی سرپرستی اس کے عزیز رشتے داروں کے سپرد ہوتی ہے جن میں تایا، چچا، وغیرہ شامل ہیں یتیم زیادہ تر

[15] علاءالدین علی المتقی، کنزالعمال، کتاب البیوع، الباب الاول فی الکسب، رقم الحدیث : ۹۲۷۹

[16] مسند عبداللہ بن عباس، تہذیب الآثار، السفر الاول، ذکر من روی عن النبی ﷺ، رقم الحدیث : ۷۲۵

[17] ابوعبداللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ان اربی الربا عرض الدجل المسلم، رقم الحدیث : ۲۳۰۷

اپنے عزیزوں کے ہاتھوں ہی ظلم کا شکار ہوتا ہے اور جو بھی یتیم کا مال کھائے گا وہ دوزخ کی آگ کھائے گا، آخرت میں اس کے منہ سے دھواں نکلے گا''۔[18]

یتیم کی اچھی پرورش کے فضائل

جس کے پاس کوئی یتیم ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس یتیم کی اچھی پرورش کرے۔

حضرت سہلؓ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، پھر اپنی شہادت والی اور درمیان والی انگلی سے اشارہ فرمایا اور انہیں کشادہ کیا''۔[19]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے کسی یتیم بچے کے کھانے پینے کی ذمہ داری لی۔ اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا مگر یہ کہ وہ ایسا گناہ جس کی معافی نہ ہو''۔[20]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے اچھا سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کے گھروں میں سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک کیا جائے''۔[21]

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا
تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ
فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ
الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ
فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ

---

18 عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن ، ۲ : ۱۷۲

19 محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب اللعان، رقم الحدیث : ۵۳۰۴

20 ابو عیسیٰ محمد ترمذی، الجامع الترمذی، کتاب والصلة، باب جاء رحمة الیتیم، رقم الحدیث : ۱۹۲۴

21 عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، رقم الحدیث : ۳۶۷۹

يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ
شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ.[22]

ترجمہ کنزالایمان: ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر پھر اگر نِری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی تو اس کا آدھا اور میت کے ماں باپ کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ اس میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بیشک اللہ علم والا حکمت والا ہے''۔[23]

ترجمہ کنزالعرفان: ''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کے لیے ترکے کا دو تہائی حصہ ہو گا اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لیے آدھا حصہ ہے اور اگر میت کی اولاد ہو تو میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے ترکے سے چھٹا حصہ ہو گا پھر اگر میت کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا چھٹا حصہ ہو گا، (کہ سب احکام) اس وصیت (کو پورا کرنے) کے بعد (ہوں گے) جو وہ (فوت ہونے والا) کر گیا اور قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ہوں گے) تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ ان میں کون تمہیں زیادہ نفع دے گا، (یہ) اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصہ ہے۔ بیشک اللہ بڑے علم والا، حکمت والا ہے۔ اور تمہاری بیویاں جو (مال) چھوڑ جائیں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو اس میں سے تمہارے لیے آدھا حصہ ہے، پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہے۔ (یہ حصے) اس وصیت کے بعد (ہوں گے) جو انہوں نے کی ہو اور قرض (کو ادائیگی) کے بعد (ہوں گے) اور اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں سے عورتوں کے لیے چوتھائی حصہ ہے، پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے (یہ حصے) اس وصیت کے بعد (ہوں گے) جو انہوں نے کی اور قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ہوں گے) اور اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں سے عورتوں کے لیے چوتھائی حصہ ہے، پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے یہ (حصے) اس وصیت کے بعد (ہوں گے) جو وصیت تم کر جاؤ اور قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ہوں گے) اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ تقسیم کیا جاتا ہو جس سے ماں باپ اور اولاد (میں سے) کوئی نہ چھوڑا اور (صرف) ماں کی طرف سے اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا

---

22 القرآن، النساء ۴ : ۱۲

23 عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن ، ۲ : ۱۷۴

حصہ ہو گا پھر اگر وہ (ماں کی طرف والے) بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہوں گے (یہ دونوں صورتیں بھی) میت کی اس وصیت اور قرض کی (ادائیگی) کے بعد ہوں گی جس (وصیت) میں اس نے (ورثاء کو) نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ بڑے علم والا ہے، بڑے حلم والا ہے"۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ: "اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے"۔[24]

ورثا میں وراثت کا مال تقسیم کرنے کی صورتیں:

1۔ بیوی کی دو صورتیں ہیں

(۱) اگر فوت ہونے والے کی اولاد ہے تو بیوی کو ۸/۱ ملے گا۔

(۲) اگر فوت ہونے والے کی اولاد نہیں ہے تو بیوی کو ۴/۱ ملے گا۔

2۔ شوہر کی دو صورتیں ہیں

(۱) اگر فوت ہونے والی کی اولاد ہے تو شوہر کو ۴/۱ ملے گا۔

(۲) اگر فوت ہونے والی کی اولاد نہیں تو شوہر کو ۲/۱ ملے گا۔

3۔ بیٹی کی تین صورتیں ہیں

(۱) اگر بیٹی ایک ہو تو ۲/۱ یعنی آدھا ملے گا۔

(۲) اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو ان کو ۳/۲ ملے گا۔

(۳) اگر بیٹیوں کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو بیٹیاں عصبہ بن جائیں گی اور لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دیا جائے گا۔

4۔ ماں کی تین صورتیں

(۱) اگر میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی یا کسی بھی قسم کے دو بہن بھائی ہوں تو ماں کو کل مال کا ۶/۱ ایک ملے گا۔[25]

24عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن ، ۲ : ۱۷۵

25عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن ۲ : ۱۷۶ - ۱۷۷

(۲) اگر میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی کوئی نہ ہو اور بہن بھائیوں میں سے دو افراد نہ ہوں خواہ ایک ہو تو ماں کو کل مال کا ۱/۳ ایک بٹا تین ملے گا۔

(۳) اگر میت نے بیوی اور ماں باپ یا شوہر اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو بیوی یا شوہر کو اس کا حصہ دینے کے بعد جو مال باقی بچے اس کا ۱/۳ ایک بٹا تین ماں کو دیا جائے گا۔

5۔ ماں شریک بھائی کی تین صورتیں ہیں

(۱) اخیافی بھائی اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں خواہ بھائی ہو یا بہنیں یا دونوں مل کر تو انہیں ۱/۳ ملے گا۔

(۲) اخیافی بھائی اگر ایک ہو تو اخیافی بھائی کو ۱/۶ ملے گا۔

(۳) باپ، دادا، بیٹا، پوتا، پوتی کے ہوتے ہوئے اخیافی بھائی محروم ہو جائے گا۔

اسی طرح اخیافی بہن کے بھی یہی تین احوال ہیں۔

دو اہم اصول

۱۔ بیٹے کو بیٹی سے دگنا ملتا ہے اور جہاں عصبہ بنتے ہوں وہاں انہیں بہنوں سے دگنا ملتا ہے اور کئی جگہ بہنیں بھی عصبہ بن جاتی ہیں اور اصحاب کو دینے کے بعد بقیہ سارا مال لے لیتی ہیں۔

۲۔ ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ قریبی کے ہوتے ہوئے دور والا محروم ہو جاتا ہے جیسے بیٹے کے ہوتے پوتا، باپ کے ہوتے ہوئے دادا، بھائی کے ہوتے ہوئے بھائی کی اولاد وغیرہ۔[26]

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۙ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۔[27] ترجمہ کنزالایمان: ''اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو۔ اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو''۔

ترجمہ کنزالعرفان: ''اور میراث کا سارا مال جمع کر کے کھا جاتے ہو۔ اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو''۔

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا: اور میراث کا سارا مال جمع کر کے کھا جاتے ہو، یہاں کفار کی خرابی اور ذلت کا بیان کے کہ تم میراث کا مال کھا جاتے ہو اور حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے اور عورتوں اور بچوں کو وراثت کا حصہ نہیں دیتے بلکہ ان کے حصے خود کھا جاتے ہو، جاہلیت میں یہی دستور تھا۔

---

[26] ایضاً

[27] القرآن، الفجر ، ۸۹ : ۱۹ ، ۲۰

اس بیان کردہ ظلم میں بہت سی صورتیں داخل ہیں اور فی زمانہ چچا تایا قسم کے لوگ یتیم بھتیجوں کے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ یا روثین میں جو بہنوں، بیٹیوں یا پوتیوں کو وراثت نہیں دی جاتی وہ بھی اسی میں داخل ہے کہ شدید حرام ہے۔

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا: اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو۔ یہ حقیقت میں بقیہ جملہ امراض کی جڑ اور بنیاد ہے اور وہ ہے مال اور دنیا کی محبت۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ تم مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو کہ اس کو خرچ کرنا ہی نہیں چاہتے اور اسی سب سے یتیموں کی عزت نہیں کرتے، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے، دوسروں کو صدقہ و خیرات کی ترغیب نہیں دیتے بلکہ دوسروں کا مال کھاجاتے ہو، ان کی زمین، جائیداد، مال، وراثت اور ملکیت پر قبضے کرتے ہو بلکہ اسی سبب سے قتل وغارت کرتے ہو۔

الغرض فساد کی جڑ یعنی مال کی محبت کی وجہ سے ہر طرح کا بگاڑ پیدا کرتے ہو۔[28]

مال کی محبت تباہ کن ہے

مال کی محبت نہایت تباہ کن ہے، اسی لیے قرآن و حدیث میں اسکی بکثرت مذمت بیان کی گئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ۔[29]

ترجمہ کنزالعرفان: ”لوگوں کے لیے ان کی خواہشات کی محبت کو آراستہ کر دیا گیا یعنی عورتوں اور بیٹیوں اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیروں اور نشان لگائے گئے گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتوں کو (ان کے لئے آراستہ کر دیا گیا) یہ سب دنیوی زندگی کا ساز و سامان ہے اور صرف اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے“۔

اور ارشاد فرمایا:

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ۔[30]

---

28 عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن ، ۱۰ : ۶۶۸

29 القرآن، ال عمران ۳ : ۱۴

30 القرآن، ھود ۱۱ : ۱۵

ترجمہ کنزالعرفان: ''جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کو پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا''۔

اور ارشاد فرمایا:

مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ۔[31]

ترجمہ کنزالعرفان: ''جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اسے اس میں سے کچھ دیدیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں''۔

ارشاد فرمایا:

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ہ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ہ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ہ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ہ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ہ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ہ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ہ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ۔[32]

ترجمہ کنزالعرفان: ''زیادہ مال جمع کرنے کی طلب نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ ہاں ہاں اب جلد جان جاؤ گے۔ پھر یقیناً تم جلد جان جاؤ گے۔ یقیناً اگر تم یقینی علم کے ساتھ جانتے (تو مال سے محبت نہ رکھتے)۔ بیشک تم ضرور جہنم کو دیکھو گے۔ پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا''۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر آدمی کے پاس اتنا مال ہو جس سے میدان بھر جائے تو وہ ضرور چاہے گا کہ اس کے پاس اور مال ہو اور آدمی کی آنکھ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے''۔[33]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دینار و درہم کے بندے نیز ریشمی چادروں اور اونی کپڑوں کے بندے ہلائے ہوئے کیونکہ اگر یہ چیزیں انہیں دے دی جائیں تو وہ راضی ہو گئے اور اگر نہ دی جائیں تو راضی نہیں ہوتے''۔[34]

---

31 القرآن، شوری ۴۲ : ۲۰

32 القرآن، التکاثر ۱۰۲ : ۱ - ۸

33 محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنۃ المال، رقم الحدیث : ۲۴۳۸

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو (اس کے باوجود) وہ یہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس تیسری سونے کی وادی بھی ہو، ابن آدم کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے" اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔[35]

حق ملکیت کا مفہوم

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو حق ملکیت عطا کیا ہے مہر میں ملنے والی رقم کی بھی عورت خود مالک ہے۔ اسی طرح وراثت میں ملنے والے مال کی بھی عورت ہی مالک ہے۔ وہ اپنے مال کو جیسے چاہے خرچ کرے، وہ چاہے تو اپنے پاس محفوظ رکھے یا اپنے عزیز رشتے داروں میں سے کسی کو دینا چاہے یا کوئی کاروبار کرنا چاہے یہ اس کی مرضی پر ہے کہ وہ جیسے چاہے اپنے مال کو استعمال کرے۔ اسلام نے عورت کی معاشرتی، سماجی اور معاشی حقوق کا فرض عطا کیا ہے۔

مرد کو عورت کی نسبت وراثت میں دوگنا حصہ ملتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مرد کے ذمہ عورت کا نان ونفقہ ہے۔ اگر عورت ملازمت پیشہ یا اس کا خود کا کاروبار بھی ہو تو اس کی ذمہ داری اس کے مرد پر ہے۔

اسلامی حدود میں رہتے ہوئے خواتین بھی تجارت اور کاروبار وغیرہ میں حصہ لے کر دولت و جائیداد حاصل کر سکتی ہیں اور یہ جائیداد جو انہوں نے اپنی محنت و کمائی سے حاصل کی ہو، ان کی اپنی سمجھی جائے گی، شرعاً والدین یا شوہر کا اس میں کچھ اختیار نہ ہوگا، چاہے یہ کمائی شادی سے پہلے کی ہو یا شادی کے بعد کی، پیسہ اگر بطور قرض لے کے لگا ہوا ہو تو وہ واجب الادا ہوگا، والد صاحب کے نہ ہونے کی صورت میں ان کے ترکہ میں شامل کر کے ورثا میں تقسیم کیا جائے گا، اگر یہ قرض ہو بلکہ ہدیہ تحفہ یا مالی اعانت کے طور پر ہو تو اس کو الٹانا بھی ضروری نہیں۔ جائیداد جب لڑکی کے نام ہے تو وہ بہر حال لڑکی ہی کی سمجھی جائے گی۔[36]

اسلام ہی عورت کو حقوق ملکیت عطا فرما رہا ہے وگرنہ قدیم معاشرے میں کہیں عورت کی نہ تو کوئی جائیداد تھی نہ مال، نہ ہی عورت کی ملکیت کا کوئی تصور تھا۔ یورپی معاشروں میں اگر عورت کماتی بھی تھی تو اس کا مال شادی سے قبل باپ کا اور شادی کے بعد شوہر کا ہوتا تھا۔ اس کے برعکس مسلم خواتین کو دولت کمانے، محنت مزدوری کرنے،

34 ایضاً، رقم الحدیث : ٦۴٣٥

35 ابی العلی احمد بن علی بن المثنیٰ، مسند ابع یعلی الموصلی، مسند عاشہ رضی اللہ عنھا، رقم الحدیث ۴ : ۴۴۴٣

36 مولانا آس محمد سعیدی، آسان علم میراث، (بہاول پور، مکتبہ نظام مصطفی، ٢٠٠٨)، ١٨٨

تجارت کرنے غرض ہر طرح کے حقوق مردوں کے مساوی حاصل ہیں۔ اسلام نہ تو محنت مزدوری کے معاوضہ میں، نہ تجارت کے نفع کی تقسیم میں، نہ زمین سے حاصل ہونے والی آمدنی میں، کہیں بھی مرد و عورت کے درمیان کسی قسم کا امتیاز نہیں رکھتا۔[37]

حق ملکیت کا قرآنی حکم صراط الجنان کی روشنی میں

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُواْ النِّسَاء كَرْهاً وَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُواْ بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلاَّ أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَن تَكْرَهُواْ شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللّهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً ۔[38]

ترجمہ کنزالایمان: ''اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے''۔

ترجمہ کنزالعرفان: ''اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور عورتوں کو اس نیت سے روکو نہیں کہ جو مہر تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو سوائے اس صورت کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو پھر اگر تمہیں وہ ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے''۔[39]

لاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُواْ النِّسَاء كَرْهاً: تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ)

اسلام سے پہلے عربوں میں یہ رواج تھا کہ وہ زبردستی عورتوں کے مال و جان کے مالک بن جاتے تھے اور بغیر مہر دیے عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھتے تھے، بیویوں کے ساتھ ظلم کا یہ عالم تھا کہ ان کو کسی سے شادی نہ کرنے دیتے تھے تاکہ ان کے مرنے کے بعد ان کا مال ان کو مل جائے یا ان کی شادی کرتے بھی تھے تو اس غرض سے کہ شادی میں

---

37 علوی، جدید تحریک نسواں ، ۴۸۰

38 القرآن، النساء ۴ : ۱۹

39 عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲ : ۱۸۵

ملنے والا مہر خود رکھ لیتے یا انہیں وراثت میں ملے مال کے جبراً مالک بن بیٹھتے، بیوہ عورتیں ان کے ہاتھوں مجبور ہوتیں تھیں، ان کو یہ اختیار حاصل نہ تھا کہ وہ اپنی مرضی سے زندگی گزار سکیں، اس ظلم کو مٹانے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی لِتَذۡهَبُواْ بِبَعۡضِ مَآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ: ''تاکہ جو مہر تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو''۔[40]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ''یہ آیت اس شخص کے متعلق ہے جو اپنی بیوی سے نفرت رکھتا ہو اور اس کیساتھ بد سلوکی اس لیے کرتا ہو کہ وہ پریشان ہو کر مہر واپس کر دے، اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا''۔ ایک قول یہ ہے ''کہ لوگ عورت کو طلاق دیتے پھر رجوع کر لیتے پھر طلاق دیتے اس طرح عورت کو مُعَلَّق (لٹکا ہوا) رکھتے تھے، وہ نہ ان کے پاس آرام پاسکتی نہ دوسری جگہ شادی کر کے گھر بسا سکتی، اس کو منع فرمایا گیا۔[41]

بیویوں پر ظلم وستم کرنے والے غور کریں

اسلام سے پہلے کہ جو حالات یہاں بیان کئے گئے ہیں ان پر اگر غور کیا جائے تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ آج بھی ہمارے معاشرہ کے وہی حالات ہیں جو اسلام سے پہلے تھے بیویوں پر غصہ کرنا، مہر معاف کروانا، سب کے سامنے ذلیل کرنا، بیوی کے ذریعے اپنے سسرال والوں سے طرح طرح کے مطالبے کرنا، مطالبہ نہ پورا کرنے کی صورت میں ان کو ان کے گھر بھیج دینا، تنگ کرنا، کبھی کوئی ڈیمانڈ کرنا تو کبھی کوئی، اذیت و تکلیفیں پہنچانا، یہ تمام ظلم وستم آج بھی ہمارے معاشرے میں عام ہیں۔[42]

وَإِنۡ أَرَدتُّمُ ٱسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٖ مَّكَانَ زَوۡجٖ وَءَاتَيۡتُمۡ إِحۡدَىٰهُنَّ قِنطَارٗا فَلَا تَأۡخُذُواْ مِنۡهُ شَيۡـًٔاۚ أَتَأۡخُذُونَهُۥ بُهۡتَٰنٗا وَإِثۡمٗا مُّبِينٗا۔[43]

ترجمہ کنزالایمان: ''اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو اور اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے''۔

ترجمہ کنزالعرفان: ''اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ نہ لو۔ کیا تم جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ کے مرتکب ہو کر وہ لوگے''۔

---

[40] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲، ۱۸۵

[41] محمد اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب لا یحل الکم ان ترثو النساء کرھا، رقم الحدیث ۴۰۷۹

[42] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲، ۱۸۶

[43] القرآن، النساء ۴ : ۲۰

وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا: "اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو"۔ یہاں عورتوں کے حقوق بیان فرمائے گئے ہیں۔

ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اگر تمہارا ارادہ بیوی کو چھوڑنے کا ہو تو مہر کی صورت میں جو مال تم اسے دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ اہل عرب میں یہ بھی طریقہ تھا کہ اپنی بیوی کے علاوہ کوئی دوسری عورت انہیں پسند آجاتی تو اپنی بیوی پر جھوٹی تہمت لگاتے تاکہ وہ اس سے پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس کر دے اور طلاق حاصل کرے۔

اسی کو فرمایا کہ کیا تم بہتان اور گناہ کے ذریعے ان سے مال لینا چاہتے ہو، یہ حرام ہے۔[44]

خواتین کی تعلیم و تربیت

مرد ہو یا عورت تعلیم ہر انسان کے لیے ضروری ہے تعلیم ایک ایسی دولت ہے جو آپ کے برے وقت میں کام آتی ہے خاص کر خواتین کے لیے جب گھر میں کوئی مرد کمانے والا نہ ہو تو تعلیم یافتہ خواتین خود سے ملازمت کر کے کما سکتی ہیں۔ اور اس طرح مشکل حالات سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔

خواتین کے مسائل میں سب سے بڑی وجہ جہالت ہے۔ اگر کوئی عورت بیوہ ہے اور اس کا کوئی کمانے والا موجود نہیں تو وہ تعلیمی اداروں میں ملازمت کر کے اپنے بچوں کی پرورش کر سکتی ہے۔

عورتوں کی نسبت مردوں کے پاس بہت سے ایسے ذریعے ہوتے ہیں جن سے وہ پیسہ کما سکتے ہیں جبکہ خواتین کے پاس تعلیم ہی ایک واحد ذریعہ ہے جس کی بدولت وہ خود کو محفوظ کر سکتی ہیں۔

جتنی تعلیم مرد کے لیے ضروری ہے اتنی ہی عورت کے لئے بھی ضروری ہے۔ کیونکہ تعلیم سے ہی اچھے اور برے کی پہچان ہوتی ہے۔ صحیح اور غلط میں فرق واضح ہوتا ہے تعلیم شعور پیدا کرنے، معاشرے میں اچھا مقام حاصل کرنے کے لیے نہایت اہم ہے، تعلیم عورتوں کو ان کی ذہنی ترقی میں مدد دیتی ہے۔

اسلام نے مرد عورت دونوں کے لیے تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے۔ لیکن کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ تعلیم صرف لڑکوں کے لیے اہم ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک عورت کی تعلیم ایک خاندان کی تعلیم ہے۔ ایک بچے کی تربیت کا انحصار ماں کی تعلیم پر ہوتا ہے اگر ماں تعلیم یافتہ ہو گی تو بچے کی بہترین پرورش کر سکے گی۔ پڑھی لکھی لڑکی مذہبی اور دینی تعلیمات سے اچھی طرح آگاہ ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کی تربیت دینی اصولوں کی روشنی میں بہتر انداز میں کر سکتی ہے۔ جبکہ

---

[44] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۲، ۱۸۸

ایک جاہل عورت مذہبی و دینی تعلیمات سے ناآشنا ہوتی ہے وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتی۔ لہذا عورتوں کے لیے حصول علم جو ان کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھائے وہ ان کے لیے فرض عین قرار دیا گیا ہے۔

تعلیم و تربیت کا قرآنی حکم تفسیر صراط الجنان کی روشنی میں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ[45]

ترجمہ کنزالایمان: ''اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں''۔

ترجمہ کنزالعرفان: ''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سختی کرنے والے، طاقتور فرشتے مقرر ہیں''۔

(**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً**: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ) یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اختیار کر کے، عبادتیں بجالا کر، گناہوں سے باز رہ کر، اپنے گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کر کے اور انہیں علم وادب سکھا کر اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں یہاں آدمی سے کافر اور پتھر سے بت وغیرہ مراد ہیں اور معنی یہ ہے کہ جہنم کی آگ بہت ہی شدید حرارت والی ہے اور جس طرح دنیا کی آگ لکڑی وغیرہ سے جلتی ہے جہنم کی آگ اس طرح نہیں جلتی بلکہ ان چیزوں سے جلتی ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔[46]

مزید فرمایا کہ جہنم پر ایسے فرشتے مقرر ہیں کہ جو جہنمیوں پر سختی کرنے والے اور انتہائی طاقتور ہیں اور ان کی طبعیتوں میں رحم نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

ہر مسلمان پر اس کے اہلِ خانہ کی تعلیم و تربیت کرنا فرض ہے

45 القرآن، التحریم ٦٦ ، ٦

46 عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ١٠ ، ٢٢١

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات حاصل کرے ویسے ہی اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو بھی اسلامی تعلیمات دلوائے، ان کی اسلامی احکامات کے مطابق پرورش کرے، دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم دلوائے تاکہ وہ بھی آخرت میں جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں۔[47]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے تاجدار رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا'' چنانچہ حاکم نگہبان ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا آدمی اپنے اہل خانہ پر نگہبان ہے، اس سے اس کے اہل خانہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، خادم اپنے مالک کے مال میں نگہبان ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا، آدمی اپنے والد کے مال میں نگہبان ہے۔ اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، الغرض تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔[48]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا ''اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے بستر الگ کر دو''۔[49]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات میں اُٹھ کر نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی (نماز کے لیے) جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے ''جو رات کے وقت اٹھے، پھر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے''۔[50]

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔[51]

---

[47] ایضاً، ۱۰ ، ۲۲۱-۲۲۲

[48] محمد بن اسمٰعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب الجمعتہ فی القری والمدن، رقم الحدیث ۱ : ۸۹۳

[49] سلیمان بن الاشعث الازدی سجستانی، سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب متی یومر الغلام بالصلاۃ، رقم الحدیث ۱ : ۴۹۵

[50] سلیمان بن الاشعث الازدی سجتانی، سنن ابوداؤد، کتاب التطوع، باب قیام اللیل، رقم الحدیث ۲ : ۱۳۰۸

[51] القرآن، العلق، ۹۶ : ۱،۲

ترجمہ کنزالایمان: ''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا''۔

(اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ: اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا)

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرو جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اے حبیب ﷺ، آپ کی طرف جو قرآن نازل کیا گیا اسے اپنے اس رب کے نام سے شروع کرتے ہوئے پڑھو جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔[52]

اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۔[53] ترجمہ کنزالایمان: ''پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے''۔

ترجمہ کنزالعرفان: ''پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے''۔

(اِقْرَاْ: پڑھو) دوبارہ پڑھنے کا حکم تاکید کے لیے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوبارہ قراءت کے حکم سے مراد یہ ہے کہ تبلیغ اور امت کی تعلیم کے لیے پڑھے۔

(وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ: اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے) یعنی اے حبیب ﷺ، آپ کا رب سب کریموں سے زیادہ کرم والا ہے، وہ اپنے بندوں کو نعمتیں عطا کرتا اور ان کی نافرمانیوں پر حلم فرماتا ہے، وہ اپنی نعمتوں کا انکار کرنے اور اپنے ساتھ کفر کرنے کے باوجود انہیں عذاب دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔[54]

ترجمہ کنزالایمان: ''جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا''۔

ترجمہ کنزالعرفان: ''جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا''۔

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ: جس نے قلم سے لکھنا سکھایا) یعنی وہ رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا جس کے ذریعے غائب امور کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔

کتاب کی فضیلت

---

[52] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۱۰ ، ۷۶۱ - ۷۶۲

[53] القرآن، العلق ، ۹۶ : ۳

[54] القرآن، العلق ، ۹۶ : ۵،۴

اس آیت سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی اور در حقیقت کتابت میں بڑے منافع اور فوائد ہیں، کتابت ہی سے علوم ضبط میں آتے ہیں، گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں، ان کے احوال اور ان کے کلام محفوظ رہتے ہیں، اگر کتابت نہ ہوتی تو دین و دنیا کے کام قائم نہ رہ سکتے۔[55]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "علم کو قید کرلو۔ میں نے عرض کی: اسے قید کرنا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: علم کو لکھ لینا (اسے قید کرنا ہے)"۔[56]

(عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ: انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا) ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے حضرت آدمؑ مراد ہیں اور جو انہیں سکھایا یا اس سے مراد اشیاء کے ناموں کا علم ہے۔[57]

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔[58]

"اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھادیئے"۔

خلاصہ بحث

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مرد اور عورت کے وراثت کے حصے واضح بیان کردیے ہیں جبکہ اسلام سے پہلے عرب کے معاشرہ میں عورت وراثت سے مکمل طور پر محروم تھی۔ اگر بیٹی ایک ہے تو اس کو ۱/۲ یعنی آدھا ملے گا اور اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو ۲/۳ حصہ بیٹیوں کا ہوگا اور اگر بیٹیوں کے ساتھ بیٹا بھی ہے تو لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دیا جائے گا۔ اسلام نے عورتوں کو حقوق ملکیت بھی عطا کیا ہے اسلام سے پہلے عورت کی ملکیت کو کوئی تصور نہ تھا جبکہ مسلم خواتین کو تمام حقوق مردوں کے مساوی حاصل ہیں۔ وہ جیسے چاہیں اپنا مال خرچ کرسکتی ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کا حق بھی اسلام نے مرد اور عورتوں دونوں کو دیا ہے اسلیے ہر مرد کو چاہیے کہ وہ اپنے اہل خانہ، بیوی، بچے سب کو دینی اور دنیاوی دونوں طرح کی تعلیم دلوائے

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

---

[55] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۱۰ : ۲۶۴

[56] ابو عبداللہ مستدرک، کتاب العلم، قیدوا العلم بالکتاب، رقم الحدیث : ۳۶۹

[57] عطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ۱۰ : ۲۶۴

[58] القرآن، البقرہ ۲ : ۳۱